بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی و نسلّم علیٰ رسولہ الکریم

اے.آر.سی ریسرچ پیپر نمبر-1

میلاد النبی ﷺ سے متعلق حدیثِ بخاری پر اعتراضات کے جوابات

تاریخ: ۱۰ ربیع الاول ۱۴۴۱ھ - ۷ نومبر ۲۰۱۹ء

مفتی رضاء الحق اشرفی مصباحی

ARC Research Paper No.1

(7th November 2019)

Milad Un Nabi ﷺ Ke Mutaliq Hadith E Bukhari Par Aiterazat Ke Jawabaat

Mufti Raza Ul Haq Ashrafi

ناشر

Ahle Sunnat Research Centre

اہلِ سنت ریسرچ سینٹر

Affiliated with:
AS SYED MAHMOOD ASHRAF
DARUL TEHQEEQ WA AL TASNEEF

السید محمود اشرف دار التحقیق و التصنیف

میلاد النبی ﷺ سے متعلق حدیثِ بخاری پر اعتراضات کے جوابات

ریسرچ پیپر نمبر (1)

Research Paper Number (1)

یوم میلاد النبی ﷺ کو بطور یادگار منانا، اُس میں جائز طریقوں سے خوشیوں کا اظہار کرنا، اللہ تعالیٰ کی نعمت عظمیٰ ولادت مصطفیٰ ﷺ پر بطور شکر صدقات وخیرات کرنا، ذکر ولادتِ مصطفیٰ وسیرت طیبہ کی محافل منعقد کرنا یہ سب کار ثواب وباعث برکت ہیں۔ یہ عمل تمام بلادِ اسلامیہ اور دنیا کے تمام مسلمانوں میں سیکڑوں سال سے جاری ہے۔ یہ عمل کتاب وسنت کے خلاف نہیں اور شریعت اسلامیہ نے اس سے منع بھی نہیں کیا ہے، لہٰذا اِسے بدعت وگمراہی وحرام کہنا ایک حلال وجائز چیز کو اپنی طرف سے حرام ٹھہرانا ہے جو دین میں زیادتی وظلم ہے۔

یوم میلادِ مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کو بطورِ عید منانا جائز ہے، اِس کو شرعی دلائل کی روشنی میں راقم نے اپنی کتاب ''**عید میلاد النبی ﷺ کی شرعی حیثیت**'' میں ثابت کیا ہے۔ سردست ''**صحیح بخاری**'' کتاب الایمان کی اُس حدیث سے متعلق کچھ لکھنے کی ضرورت پیش آئی ہے جس کو شارحین حدیث، ائمہ دین اور اسلاف امت نے اس بات کی تائید میں نقل فرمایا ہے کہ میلاد مصطفیٰ علیہ الصلاۃ والتحیۃ پر بطورِ شکر اظہارِ فرح ومسرت جائز ومستحسن عمل ہے۔ سب سے پہلے ہم ذیل میں حدیثِ بخاری کو نقل کرتے ہیں:

قَالَ عُرْوَةُ: وثُوَيْبَةُ مَوْلَاةٌ لِأَبِي لَهَبٍ: كَانَ أَبُو لَهَبٍ أَعْتَقَهَا، فَأَرْضَعَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلَمَّا مَاتَ أَبُو لَهَبٍ أُرِيَهُ بَعْضُ أَهْلِهِ بِشَرِّ حِيبَةٍ، قَالَ لَهُ: مَاذَا لَقِيتَ؟ قَالَ أَبُو لَهَبٍ: لَمْ أَلْقَ بَعْدَكُمْ غَيْرَ أَنِّي سُقِيتُ فِي هَذِهِ بِعَتَاقَتِي ثُوَيْبَةَ.

ترجمہ:

حضرت عروہ بن زبیر نے فرمایا: ثویبہ ابولہب کی باندی تھی۔ اُس کو ابولہب نے آزاد کیا تھا۔ ثویبہ نے نبی کریم ﷺ کو دودھ پلایا تھا۔ ابولہب کی موت کے بعد اُس کو اُس کے گھر والوں میں سے کسی نے خواب میں دیکھا تو ابولہب سے پوچھا؟ کیا حال ہے؟ ابولہب نے کہا: تم سے جدا ہونے کے بعد کچھ بھی راحت نہیں ملی۔ بس اِتنی ملی کہ مجھے اِس انگلی سے (انگوٹھے اور شہادت والی انگلی کے درمیان سے) کچھ چوسنے کو مل گیا ہے۔ اس سبب سے کہ میں نے ثویبہ کو آزاد کیا تھا۔ [**باب وامھاتکم اللاتی ارضعنکم حدیث ۵۱۰۱**]

بارہویں صدی ہجری میں جنم لینے والا وہابی فرقہ جمہور امت مسلمہ سواد اعظم اہل سنت وجماعت سے الگ عقائد ونظریات رکھتا ہے۔ عید میلاد النبی ﷺ کے تعلق سے بھی اس فرقے کا نظریہ سواد اعظم اہل سنت وجماعت کے خلاف ہے۔ فرقہ وہابیہ کے نزدیک میلاد النبی ﷺ منانا بدعت وگمرہی ہے، اِس لیے وہابی مولوی صاحبان اور مبلغین اپنی تقریروں اور تحریروں کے ذریعہ اس عملِ خیر سے مسلمانوں کو روکتے ہیں اور سادہ ذہن، کم پڑھے لکھے لوگوں کے دماغ میں شکوک وشبہات ڈالتے ہیں۔

میلادِ مصطفیٰ ﷺ پر سب سے زیادہ آہ وفغاں ابلیسِ لعین نے کی تھی اور آج یوم میلاد مصطفیٰ ﷺ پر جشن منانے سے سب سے زیادہ تکلیف وہابیہ کو ہوتی ہے۔ یہ رشتۂ الفت کسی رازِ پنہاں کی نشان دہی کرتا ہے۔

بات بات پہ صحیح بخاری صحیح بخاری کہنے والوں کو حدیثِ بخاری میں جب کوئی بات اپنے من کے خلاف نظر آتی ہے تو اُس وقت اُنہیں بخاری کی صحیح حدیث بھی ضعیف بلکہ موضوع دکھائی دیتی ہے۔ یہی معاملہ بخاری کی حدیث مذکور کے ساتھ بھی پیش آیا ہے۔

وہابیوں کے ایک معتمد عالم نے عیدِ میلاد النبی ﷺ کو بدعت باور کرانے کے لیے بخاری کی حدیثِ مذکور کو نامقبول ٹھہرانے کی ناکام کوشش کرتے ہوئے اُس پر چند اعتراضات کیے ہیں۔ ذیل میں ہم اُن اعتراضات کے مدلل جوابات درج کرتے ہیں۔

حدیث بخاری پر وہابی عالم کا پہلا اعتراض:

''اِس روایت کو عروہ نے بیان کیا ہے لیکن انہوں نے یہ نہیں بتایا کہ اُنہیں یہ روایت کہاں سے ملی اور کس سے سنا؟ لہٰذا یہ روایت منقطع یعنی ضعیف ہے۔''

جواب:

معترض عالم کا تعلق چوں کہ وہابی مسلک سے ہے، جس کو آج کل اہلِ حدیث اور سلفی بھی کہا جاتا ہے، جس مسلک کے عالم سے لے کر ان پڑھ تک کو یہ سبق خوب رٹایا جاتا ہے کہ بخاری و مسلم کی ساری حدیثیں صحیح ہیں، ایک ذمہ دار وہابی عالم کے قلم سے اِس بات کا اعلان کہ بخاری کی بعض حدیثیں ضعیف بھی ہیں، حیران کن بھی ہے اور مسلکِ اہل حدیث والوں کے لیے لمحہ فکریہ بھی۔ کیوں کہ انہوں نے اپنے مسلک کی حفاظت کی ذمہ داری ایسے ہاتھ میں دے رکھی ہے جو اُسی شاخ کو کاٹنے میں مصروف ہے جس پہ پوری برادری کے گھونسلے لٹک رہے ہیں۔

خیر اس بحث سے صرف نظر کرتے ہوئے اِس وقت ہم وہابی عالم کے اعتراض کا تنقیدی جائزہ پیش کرتے ہیں۔

معترض صاحب کا یہ کہنا باطل ہے کہ بخاری کی یہ روایت منقطع ضعیف ہے۔ اِس کے باطل ہونے کی دلیل یہ ہے کہ بخاری کی اِس روایت کے دو جز ہیں۔ دوسرا جز'' قَالَ عُرْوَةُ'' سے شروع ہوتا ہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عروہ کی روایتِ مذکورہ کو درج ذیل سند کے ساتھ نقل فرمایا ہے:

حَدَّثَنَا الحَكَمُ بْنُ نَافِعٍ، أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ، أَنَّ زَيْنَبَ بِنْتَ أَبِي سَلَمَةَ، أَخْبَرَتْهُ: أَنَّ أُمَّ حَبِيبَةَ بِنْتَ أَبِي سُفْيَانَ، أَخْبَرَتْهَا.

یعنی امام بخاری کی سند کے مطابق حضرت عروہ بن زبیر نے اِس روایت کو حضرت زینب بنتِ ابی سلمہ رضی اللہ عنہا سے، اُنہوں نے ام المومنین حضرت اُم حبیبہ بنت ابی سفیان رضی اللہ عنہا سے سنا ہے۔ ظاہر یہی ہے کہ روایتِ مذکورہ کے دونوں جز کو حضرت عروہ نے حضرت زینب بنت ابی سلمہ رضی اللہ عنہا سنا ہے۔ اگر معترض صاحب کے پاس اس کے خلاف کے ثبوت پر کوئی دلیل ہے تو پیش کرے۔ اگر ایک نام نہاد اہلِ حدیث کو حدیثِ بخاری کی سند میں انقطاع ثابت کرنے کا شوق ہے تو وہ دلیل سے یہ ثابت کرے کہ حضرت عروہ نے روایت مذکورہ کے دوسرے جز کو حضرت زینب بنت ابی سلمہ سے نہیں سنا ہے۔ دوسرے جز کو'' قَالَ عُرْوَةُ'' کہہ کر نقل کرنے سے یہ کیسے متعین کر لیا گیا کہ حضرت عروہ نے روایتِ مذکورہ کے دوسرے جز کو اُس راوی سے نہیں سنا ہے جس سے روایت کے پہلے جز کو سنا ہے؟

لیجیے اب ہم جنابِ معترض کے''انقطاع'' کا قصہ ہی تمام کیے دیتے ہیں۔ حضرت عروہ نے اِس روایت کے دوسرے حصے کو بھی (جس میں ابولہب سے متعلق خواب کا ذکر ہے) حضرت زینب بنت ابی سلمہ سے سنا ہے، اِس کی دلیل یہ ہے کہ امام عبدالرزاق نے اپنی مُصنَّف میں اس روایت کے دوسرے جز کی بھی یہ سند ذکر کی ہے:

عَنْ مَعْمَرٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ أَبِي سَلَمَةَ، أَنَّ أَبَا لَهَبٍ، أَعْتَقَ جَارِيَةً لَهَا، يُقَالُ لَهَا ثُوَيْبَةُ وَكَانَتْ قَدْ أَرْضَعَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَرَأَى أَبَا لَهَبٍ بَعْضُ أَهْلِهِ فِي النَّوْمِ فَسَأَلَهُ مَا وَجَدَ؟ فَقَالَ: مَا وَجَدْتُ بَعْدَكُمْ رَاحَةً غَيْرَ أَنِّي سُقِيتُ فِي هَذِهِ مِنِّي وَأَشَارَ إِلَى النُّقْرَةِ الَّتِي تَحْتَ إِبْهَامِهِ فِي عِتْقِي ثُوَيْبَةَ.

[المصنف، باب الصدقة عن الميت، حديث: ١٦٣٥٠]

روایتِ مذکورہ کی سند سے صاف ظاہر ہے کہ بخاری کی روایت کے دوسرے جز کی سند بھی منقطع نہیں ہے بلکہ متصل ہے اور یہ روایت مرسل بھی نہیں کیوں کہ روایت کے پہلے جز کی طرح دوسرے جز کو بھی حضرت عروہ نے حضرت زینب بنت ابی سلمہ رضی اللہ عنہا سے سنا ہے، لہٰذا سند متصل ہے۔ یعنی امام زہری نے حضرت عروہ سے اور حضرت عروہ نے صحابیہ و ربیبۃُ النبی حضرت زینب بنت ابی سلمہ رضی اللہ عنہا سے سنا ہے۔

اب وہابی معترض بتائیں کہ سند میں انقطاع کہاں ہے؟ اور حدیث بخاری منقطع و ضعیف کیوں کر ہوئی؟

معترض صاحب کی خاطر داری میں تھوڑی دیر کے لیے ہم یہ تسلیم کر لیتے ہیں کہ صحیح بخاری میں حضرت عروہ کی روایت میں یہ مذکور نہیں کہ انہوں نے

اِس روایت کوکس سے سنا ہے؟ تو جناب !اس میں انقطاعِ سند کی بات رہنے دیجیے، سرے سے سند ہی موجود نہیں ’’روایت اِن الفاظ سے شروع ہوتی ہے: قال عروۃ ۔نہ اس سے پہلے کسی راوی کا نام ہے نہ اِس کے بعد۔پھرتو پوری سند ہی غائب ہوئی۔اب یہ روایت معلق ٹھہری۔تو کیا معترض موصوف یہ کہیں گے کہ بخاری کی تمام معلق روایات ضعیف ہیں؟ معترض موصوف کے تعلق سے ہمارا حسن ظن یہ ہے کہ اُنہیں یہ بات اچھی طرح معلوم ہے کہ تعلیقاتِ بخاری جوصیغہء جزم کے ساتھ منقول ہیں مثلاً’’ فَعَل ، ذَکَرَ ، قَالَ فلانٌ وغیرہ الفاظ کے ساتھ مروی ہیں تو وہ صحیح ہیں اور معترض موصوف دیکھ رہے ہیں کہ حضرت عروہ کی روایت بصیغہء جزم ’’قَال عروۃُ‘‘ منقول ہے، لہٰذا یہ روایت صحیح ہے۔لیکن شاید عید میلا دالنبی کی مخالفت کے جذبے نے معترض موصوف کواس حقیقت بیانی سے باز رکھا کہ تعلیقاتِ بخاری جو بصیغہء جزم منقول ہیں وہ صحیح ہیں۔چناں چہ جوش انکار میں موصوف نے یہ لکھ دیا کہ بخاری کی وہ روایت جوحضرت عروہ سے منقول ہے،جس کو میلا دالنبی منانے کے جواز کی تائید میں پیش کیا جاتا ہے وہ منقطع ضعیف ہے۔

بخاری کی روایت سے متعلق کسی اہل حدیث عالم کی جانب سے اس قسم کا ریمارک یہ واضح کررہا ہے کہ دراصل یہاں پر نظر بدل گئی ہے تو نظارہ بھی بدلا ہوا ہے۔یہ وہابی معترض عمل اس فکر کی ترجمانی کررہا ہے کہ اپنی خواہشِ نفس پرضرب پڑتی ہوتو بخاری ومسلم کی صحیح روایت بھی ضعیف ہے۔الحمدللہ ہم نے مضبوط دلیل سے یہ ثابت کردیا کہ حدیثِ بخاری جس کو وہابی معترض نے منقطع ضعیف کہا ہے وہ مسند صحیح ہے۔

وہابی عالم کا دوسرا اعتراض:

’’جب قرآنی بیان کے مطابق ابولہب کے دونوں ہاتھ تباہ وبرباد ہو چکے ہیں تو اُسے دودھ اور شہد پینے کے لیے ہاتھ اور انگلیاں کہاں سے نصیب ہوگئیں۔اب کس کا بیان صحیح ہے، مذکورہ روایت (روایت بخاری) کا یا قرآن مجید کا???

جواب:

معترض موصوف کے اِس اعتراض کوہم جاہلانہ اعتراض اِس لیےنہیں کہیں گے کہ وہ اپنی ہتک عزت محسوس کریں گے۔ہاں اتنا ضرور کہیں گے کہ اس قسم کا اعتراض اگرکسی ان پڑھ اہل حدیث کی طرف سے سامنے آتا تو تعجب نہ ہوتا لیکن یہ اعتراض ایک ایسے اہل حدیث عالم کی طرف سے آیا ہے جو اپنی جماعت کا ہیرو مانا جاتا ہے، لہٰذا یہ ضرور قابل تعجب ہے۔

معترض موصوف نے’’تَبَّتْ یَدَآ اَبِی لَھَبٍ ‘‘ سے یہ سمجھا ہے کہ ابولہب کے دونوں ہاتھ برباد ہوگئے تھے۔جب دونوں ہاتھ اُس کے تباہ و برباد ہوگئے تو پینے کے لیے ہاتھ اور انگلیاں کہاں سے آگئیں؟

اگرقرآن فہمی کا یہی انداز عام ہوجائے تو دین کوایک کھلونا بنالیا جاۓ گا، والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

یہ بات ہر مسلمان کومعلوم ہے کہ ابولہب اسلام اور پیغمبر اسلام کا بدترین دشمن اور کفارِ مکہ کا سردار تھا۔اُس کی اور اُس کی بیوی کی بدبختی اور بُرائی کے بیان کے لیے قرآن حکیم کی ایک مکمل سورت اتری ہے، جس کوسورہ مَسد یاسورہ ’’ تَبَّتْ‘‘ کہا جاتا ہے۔یہ سورت مکہ میں نازل ہوئی ہے۔اس سورت کے نزول کا سبب یہ ہے کہ جب قرآن حکیم کی یہ آیت نازل ہوئی’’ وَاَنْذِرْ عَشِیْرَتَکَ الْاَقْرَبِیْنَ ‘‘۔اے میرے نبی! آپ اپنے خاندان کے قریبی افراد کواللہ کے عذاب سے ڈرائیے۔اس حکم کے نازل ہوتے ہی حضور نبی اکرم ﷺ نے اپنے خاندان کے مخصوص افراد کوصفا پہاڑی کے پاس جمع فرمایا، اُن میں ابولہب بھی تھا۔پھر آپ نے تمام لوگوں کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا:’’اگر میں کہوں کہ اِس پہاڑ کے پیچھے تمہارا دشمن چھپا ہوا ہے۔تم پرصبح یا شام کے کسی حصہ میں حملہ کرسکتا ہے،تو تم میری بات پر یقین کروگے؟ سب نے بیک زبان کہا: ضرورضرور ہم آپ کی بات مانیں گے۔آپ سچے ہیں، امین ہیں۔اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: میں تم کواللہ کے عذاب سے ڈرارہاہوں۔بتوں کی عبادت چھوڑ کر ایک اللہ کی عبادت کرو، ورنہ عذابِ الٰہی تمہارے سروں پرمسلط ہونے والا ہے۔یہ سن کر ابولہب آگ بگولا ہوگیا اوراپنے ہاتھ سے پتھر اٹھا کر پھینکتے ہوئے یہ کہا: تَبًّا لَکَ اَلِھٰذَا دَعَوْتَنَا ؟ بربادی ہو تمہارے لیے، کیااِسی چیز کے لیے تم نے ہم کو بلایا ہے؟ ابولہب کی اِس گستاخی پر رب ذوالجلال کا غضب جوش میں آیا اور فرمایا: تَبَّتْ یَدَا اَبِی لَھَبٍ وَّتَبَّ ۔ابولہب کے دونوں ہاتھ برباد ہوجائیں اور ابولہب برباد ہوگیا۔آیت مذکورہ کا معنیٰ تمام مفسرین نے یہ بیان کیا ہے۔اَیْ خَسِرَتْ یَدَا اَبِی

لَهَبٍ وَ خَسِرَ۔ابولہب دنیا اور آخرت میں خائب وخاسر ہوجائے اور اور وہ خائب وخاسر ہوگیا۔

اس آیت کے تحت امام ابن کثیر نے یہ تحریر فرمایا ہے:أَیْ:خَسِرَتْ وَخَابَتْ، وَضَلَّ عَمَلُهُ وَسَعْيُهُ، (وَتَبَّ) أَیْ :وَقَدْ تَبَّ تَحَقَّقَ خَسَارَتُهُ وَهَلَاكُهُ ۔معنی یہ ہے کہ ابولہب کے دونوں ہاتھ خائب وخاسر ہوجائیں اور اُس کے اعمال برباد اور کوشش ناکام ہوں اور یقیناً وہ خائب وخاسر ہوگیا۔اس کی نامرادی اور ہلاکت متحقق ہوگئی۔

اللہ تعالیٰ کے فرمان کے مطابق ابولہب ذلت کی زندگی گزار کر دنیا سے ذلت کے ساتھ گیا اور آخرت کے دائمی عذاب میں مبتلا ہوا۔کتبِ تاریخ میں ہے کہ مرنے سے پہلے ابولہب کے پورے جسم میں ایک قسم کا پھوڑا نکل آیا۔پھوڑوں سے پیپ نکلنے کے سبب اتنا تعفن پھیلتا تھا کہ اُس کے گھر والے بھی اُس کے قریب نہیں جاتے تھے۔جب مر گیا تو اُس کو دفنانے والے نہیں ملتے تھے۔کسی طرح مردہ جانور کی طرح کھینچتے گھسیٹتے ہوئے لے جاکر مکہ کے باہری علاقے میں ایک مقام پہ رکھ کر دور سے پتھر پھینک پھینک کر اسے جہنم کے گڑھے میں ڈال دیا گیا۔

یہ بات تاریخ میں مسلم ہے کہ ابولہب کی موت غزوہ بدر کے تقریبا سات روز کے بعد ہوئی ہے۔جیسا کہ امام ذہبی کی ''تاریخ الاسلام'' میں ہے:فَوَاللَّهِ مَا عَاشَ إِلَّا سَبْعَ لَيَالٍ، حَتَّى رَمَاهُ اللَّهُ بِالْعَدَسَةِ فَقَتَلَتْهُ۔غزوہ بدر کے بعد ابولہب صرف سات دن زندہ رہا۔اللہ نے اُسے عدسہ (خطرناک قسم کے پھوڑے کی بیماری) میں مبتلا کر کے ہلاک فرمادیا۔

سورہ تبت مکہ میں نازل ہوئی ہے اور ابولہب غزوہ بدر کے بعد دو ہجری میں مرا ہے۔سورہ تبت کے نزول کے بعد تقریبا دس گیارہ سال ابولہب زندہ رہا۔اگر معترض موصوف کی سمجھ کو درست مانا جائے تو اُس سے یہ ماننا لازم ہوگا کہ سورہ تبت کے نزول کے بعد ابولہب کے ہاتھ تباہ وبرباد ہو چکے تھے اور وہ کھانے پینے کے لیے سہارے کا محتاج ہو چکا تھا۔اگر ایسا ہے تو معترض موصوف اپنی اس نادر تحقیق کی دلیل پیش کر دیں تا کہ ہماری بھی معلومات میں اضافہ ہو۔

اگر بالفرض یہ مان لیا جائے کہ ابولہب کے دونوں ہاتھ ٹوٹ چکے تھے،تو کیا مرنے کے بعد اُس کے ہاتھوں کا دوبارہ وجود میں آنا شرعاً محال ہے۔یہ مسلمہ اسلامی عقیدہ ہے کہ موت کے بعد انسانی اعضا کو بھی عذاب وثواب دیا جائے گا،اگر چہ دنیا میں کوئی عضو یا تمام اعضا ہلاک ہوگئے ہوں۔

قرآن حکیم سورہ یٰس آیت ۶۵ میں اللہ تعالیٰ کافروں کے بارے میں فرماتا ہے:اَلْيَوْمَ نَخْتِمُ عَلَى أَفْوَاهِهِمْ وَتُكَلِّمُنَا أَيْدِيهِمْ وَتَشْهَدُ أَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ ۔آج ہم اُن (کافروں) کی زبانوں پہ مہر لگا دیں گے اور ہم سے اُن کے ہاتھ بات کریں گے اور اُن کے پیر اُن کے کرتوتوں کی گواہی دیں گے۔

دنیا میں کروڑوں غیر مسلم اپنے مردوں کو جلا کر دریاؤں میں بہا دیتے ہیں،تو کیا معترض موصوف یہ کہیں گے کہ ''جب ان مُردوں کے ہاتھ پیر تباہ وبرباد ہوگئے تو اللہ سے کلام کرنے اور گواہی دینے کے لیے اُن کو ہاتھ پیر کہاں سے آئیں گے؟؟؟''

قرآن حکیم سورہ ''اَلْحَاقَّة'' میں ہے کہ جب مومنوں کو اُن کے داہنے ہاتھوں میں اعمال نامہ دیا جائے گا تو وہ آخرت کی خوش حال زندگی میں ہوں گے اور اُن سے کہا جائے گا:كُلُوا وَاشْرَبُوا هَنِيئًا بِمَا أَسْلَفْتُمْ فِي الْأَيَّامِ الْخَالِيَةِ ۔آرام سے کھاؤ پیو کہ تم نے دنیاوی زندگی میں نیک اعمال کیے ہیں۔آیت کریمہ یہ بتاتی ہے کہ مومن جنتی جنت کی نعمتوں سے کھائے گا پیئے گا۔لیکن دنیا میں اگر کسی مسلمان کے ہاتھ کٹ چکے ہوں،منہ کو ہلاک کر دیا گیا ہو تو کیا معترض موصوف کے کہنے مطابق کسی مسلمان کو یہ کہنے کا اختیار ہوگا کہ جب ''ہاتھ منہ ہی ہلاک ہو چکے تو آخرت میں کھانے پینے کے لیے ہاتھ منہ کہاں سے آئیں گے''؟

بات دراصل یہ ہے کہ عید میلاد النبی ﷺ کے انکار میں معترض صاحب کو اتنا بھی یاد نہیں رہا کہ جو کچھ وہ لکھ رہے ہیں کہ ''جب قرآنی بیان کے مطابق ابولہب کے دونوں ہاتھ تباہ وبرباد ہو چکے ہیں تو اُسے پینے کے لیے ہاتھ اور انگلیاں کہاں سے آگئیں''؟ اُس سے آخرت اور عالم برزخ سے متعلق عذاب وثواب اور حشر اجساد کے مسلمہ عقیدے کا انکار لازم آتا ہے۔لیکن وہابیوں کو اِس سے کیا فرق پڑتا ہے؟ اُنہیں تو عید میلاد النبی کی مخالفت کا غبار نکالنا ہے، چاہے کچھ بھی ہو جائے۔

وہابی عالم کا تیسرا اعتراض:

”قرآن کے فرمان کے مطابق کافر کی کوئی نیکی آخرت میں کام نہیں آئے گی۔ابولہب تو اتنا بڑا کافر تھا کہ اُس کی پہاڑ کے برابر نیکیاں بھی اُس کو فائدہ نہیں دیں گی تو ولادت رسول ﷺ پر تھوڑی دیر کی خوشی کا اظہار اُسے کیا فائدہ دے گا۔اِس روایت (روایتِ بخاری) میں ہے، ولادت رسول کی خوشی میں باندی کو آزاد کرنے پر ابولہب کو آخرت میں فائدہ پہنچا۔اُس کے عذاب میں تخفیف ہوئی۔یہ بات قرآن کے خلاف ہے لہٰذا ثابت ہوا کہ بخاری کی یہ روایت نامقبول ہے۔

جواب:

یہ مسلّمہ عقیدہ ہے کہ آخرت میں کافروں کے اچھے اعمال آخرت میں کچھ کام نہیں آئیں گے۔کفار دائمی عذاب میں مبتلا ہوں گے، اُن کو ایک لمحہ کے لیے بھی جہنم سے نہیں نکالا جائے گا اور ان کے اچھے اعمال انہیں جہنم کے عذاب سے نہ بچاسکیں گے۔اِس بات پر قرآن واحادیث کی نصوص شاہد ہیں۔لیکن اس عمومی حکم سے بعض وہ افعال مستثنیٰ ہیں یا نہیں جو رسول خدا ﷺ کی نصرت یا آپ کی ولادت پر اظہار فرح وخوشی سے متعلق ہیں؟۔بعض علمائے اسلاف یہ فرماتے ہیں کہ ایسے افعال کا کچھ نہ کچھ فائدہ کفار کو بھی حاصل ہوسکتا ہے۔واضح رہے کہ فائدہ کا یہ معنیٰ نہیں ہے کہ انہیں جہنم سے نکالا جاسکتا ہے یا دائمی عذاب سے لمحہ بھر کے لیے نجات مل سکتی ہے۔کیوں کہ کافر کا مخلد فی النار ہونا دلیل قطعی سے ثابت ہے۔اُن حضرات کے نزدیک کسی کافر کو بعض مخصوص اعمال سے فائدہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ جہنم کے دائمی عذاب میں مبتلا ہوتے ہوئے اُس کا عذاب دوسرے کافروں کے عذاب کے مقابلے میں کم ہوگا تو درحقیقت عذاب میں تخفیف اُس کے عمل کے سبب نہیں ہوگی بلکہ تخفیفِ عذاب کا سبب وہ تعلق ہوگا جو اس عمل کو رسول پاک ﷺ کی ذات سے ہے۔لہٰذا اُس تعلق کی تکریم کی بنا پر اُسے دوسرے کافروں کے عذاب کے مقابلے میں کم عذاب کا مستحق قرار دیا جائے گا اور یہ بات قرآن حکیم سے ثابت ہے کہ بعض کافر کو بعض سے زیادہ سخت عذاب دیا جائے گا جیسا کہ سورہ غافر آیت ۴۶ میں ہے: ”**ادخلوا آل فرعون اشد العذاب**“ آل فرعون کو سب سے سخت عذاب میں ڈال دو۔

اگر کسی کافر کو دوسرے کافر کے مقابلے میں کچھ کم عذاب دینے کو تخفیف عذاب سے تعبیر کیا جائے تو یہ تخفیف اضافی ہے، نہ کہ حقیقی۔

اگر یہ مان لیا جائے کہ ولادتِ مصطفیٰ ﷺ کی خوشی میں باندی آزاد کرنے کے بدلے میں ابولہب کو ہر دوشنبہ کو انگلیوں کی گھائی سے کچھ پینے کو مل جاتا ہے تو یہ اُس کے مخلد فی النار ہونے کے منافی نہیں ہے۔کیوں کہ اس تخفیف عذاب کا سبب درحقیقت ابولہب کا ”عملِ اعتاق“ (باندی آزاد کرنا) نہیں ہے کیوں کہ باندی آزاد کرنے کے سبب اگر ابولہب کے عذاب میں تخفیف ہوتی تو یہ تخفیف ہر باندی آزاد کرنے والے کافر کے لیے ہوتی کیوں کہ باندی آزاد کرنا نیک عمل ہے۔اس سے معلوم ہوا کہ تخفیف عذاب کا سبب باندی آزاد کرنے کا فعل نہیں بلکہ وہ تعلق ہے جو اس فعل کو ولادت مصطفیٰ ﷺ سے حاصل ہوا اور اُس نے ابولہب کو ولادتِ مصطفیٰ ﷺ کی خوشی میں باندی کو آزاد کرنے پر آمادہ کیا۔شارحین حدیث کے ارشادات سے اس بات کو تائید ملتی ہے۔

چناں چہ شارح بخاری امام ابوالحسن علی بن خلف ابن بطال متوفی ۴۴۹ھ نے یہ تحریر فرمایا ہے:

وَفِي هٰذَا الْحَدِيْثِ مِنَ الْفِقْهِ: أَنَّ الْكَافِرَ بِاللّٰهِ قَدْ يُعْطٰى عِوَضًا مِنْ أَعْمَالِهِ الَّتِي يَكُوْنُ مِثْلُهَا قُرْبَةً لِأَهْلِ الْإِيْمَانِ بِاللّٰهِ، وَذٰلِكَ أَنَّ أَبَا لَهَبٍ أَخْبَرَ أَنَّهُ سُقِيَ فِي النَّارِ بِعِتْقِهِ ثُوَيْبَةَ فِي النُّقْرَةِ الَّتِي تَحْتَ إِبْهَامِهِ، وَكَانَ ذٰلِكَ تَخْفِيْفًا لَهُ مِنَ الْعَذَابِ، كَمَا جَاءَ أَنَّهُ يُخَفَّفُ عَنْ أَبِي طَالِبٍ الْعَذَابَ وَيُجْعَلُ فِي ضَحْضَاحٍ مِنْ نَارٍ يَغْلِي مِنْهُ دَمَاغُهُ، غَيْرَ أَنَّ التَّخْفِيْفَ عَنْ أَبِي لَهَبٍ أَقَلُّ مِنَ التَّخْفِيْفِ عَنْ أَبِي طَالِبٍ؛ لِأَنَّ أَبَا لَهَبٍ كَانَ مُؤْذِيًا لِلنَّبِيِّ (صلى الله عليه وسلم)، فَلَمْ يَقَعْ لَهُ التَّخْفِيْفُ بِعِتْقِ ثُوَيْبَةَ إِلَّا بِمِقْدَارِ مَا تَحْمِلُ النُّقْرَةُ الَّتِي تَحْتَ إِبْهَامِهِ مِنَ الْمَاءِ، وَخُفِّفَ عَنْ أَبِي طَالِبٍ أَكْثَرُ مِنْ ذٰلِكَ لِنُصْرَتِهِ لِلنَّبِيِّ (صلى الله عليه وسلم) وَحِيَاطَتِهِ لَهُ.

ترجمہ:

اس حدیث سے یہ مسئلہ سمجھ میں آتا ہے کہ کافر کو کبھی بعض ایسے عمل کا بدلہ ملتا ہے جو اہل ایمان کے نزدیک نیکی ہے۔جیسا کہ ابولہب کو جہنم میں اُس کے انگوٹھے سے کچھ پینے کو ملا کیوں کہ اُس نے (نبی ﷺ کی ولادت کی خوشی میں) اپنی باندی ثویبہ کو آزاد کیا تھا۔یہ عذاب کی تخفیف ہے۔جیسا کہ صحیح

روایت میں یہ آیا ہے کہ ابو طالب کو آگ کے گڑھے سے کھینچ کر سب سے اوپری حصے تک لایا گیا کہ آگ اُن کے تلوے میں ہے جس سے اُن کا بھیجا کھولتا ہے۔ ہاں ابولہب کے عذاب کی تخفیف ابو طالب کے عذاب کی تخفیف کے مقابلے میں کم ہے۔ اِس لیے کہ ابولہب، رسول اللہ ﷺ کو اذیت پہنچانے والا تھا تو اُس کو ثویبہ کو آزاد کرنے کے بدلے میں صرف اتنا فائدہ ملا کہ انگوٹھے سے کچھ پینے کو مل گیا۔ لیکن ابو طالب کے عذاب میں اُس سے زیادہ تخفیف ہوئی اِس لیے کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کی مدد کی تھی اور آپ کی حفاظت کی تھی۔ [شرح البخاری ابن بطال: ۷/۱۹۳]

کافر کا عمل آخرت میں کچھ فائدہ نہیں دے گا تو ابولہب کو کیسے فائدہ ہوسکتا ہے؟ اس سوال کا جواب دیتے ہوئے شارح بخاری امام بدر الدین عینی تحریر فرماتے ہیں:

وَأُجِيبَ ثَانِيًا: عَلٰى تَقْدِيرِ الْقُبُوْلِ، يحْتَملُ أَنْ يَكُوْنَ مَا يَتَعَلَّقُ بِالنَّبِيِّ صلى الله عَلَيْهِ وَسلم مَخْصُوصًا مِنْ ذٰلِك بِدَلِيلِ قِصَّةِ أَبِى طَالِبِ حَيْثُ خُفِّفَ عَنْهُ. فَنُقِلَ مِنَ الْغَمَرَاتِ إِلَى الضَّحْضَاحِ، وَقَالَ الْقُرْطُبِيّ: هَذَا التَّخْفِيفُ خَاصٌّ بِهٰذَا وَبِمَنْ وَرَدَ النَّصُّ فِيْهِ، وَالله أعلم.

ترجمہ:

سوال کا یہ جواب دیا گیا ہے کہ اگر اِس بات کو قبول کر لیا جائے (کہ کافر کا بعض عمل آخرت میں کام آئے گا) تو ہوسکتا ہے کہ یہ بات اُس عمل کے ساتھ خاص ہو جس کا تعلق نبی کریم ﷺ کے ساتھ ہو۔ اُس کی دلیل ابو طالب کا واقعہ ہے کہ اُن کے عذاب میں تخفیف ہوئی، اس طرح کہ ان کو جہنم کے آخری درجے کی سختیوں سے نکال کر اوپری حصے میں لایا گیا۔ امام قرطبی نے کہا کہ یہ حکم خاص ہے ابو طالب کے لیے اور اس کے لیے جس کے تعلق سے نص وارد ہے۔ واللہ اعلم۔

شارح بخاری امام ابن حجر عسقلانی ابن المنیر کے حوالے سے تحریر فرماتے ہیں:

وَقَالَ ابْنُ الْمُنِيرِ فِي الْحَاشِيَةِ هُنَا قَضِيَّتَانِ إِحْدَاهُمَا مُحَالٌ وَهِيَ اعْتِبَارُ طَاعَةِ الْكَافِرِ مَعَ كُفْرِهِ لِأَنَّ شَرْطَ الطَّاعَةِ أَنْ تَقَعَ بِقَصْدٍ صَحِيحٍ وَهَذَا مَفْقُودٌ مِنَ الْكَافِرِ، الثَّانِيَةُ إِثَابَةُ الْكَافِرِ عَلَى بَعْضِ الْأَعْمَالِ تَفَضُّلًا مِنَ اللَّهِ تعَالَى وَهَذَا لَا يُحِيلُهُ الْعَقْلُ فَإِذَا تَقَرَّرَ ذٰلِكَ لَمْ يَكُنْ عِتْقُ أَبِي لَهَبٍ لِثُوَيْبَةَ قُرْبَةً مُعْتَبَرَةً وَيَجُوزُ أَنْ يَتَفَضَّلَ اللَّهُ عَلَيْهِ بِمَا شَاءَ كَمَا تَفَضَّلَ عَلٰى أَبِي طَالِبٍ وَالْمُتَّبَعُ فِي ذَلِكَ التَّوْقِيفُ نَفْيًا وَإِثْبَاتًا.

ترجمہ:

ابن المنیر نے حاشیہ میں یہ لکھا ہے کہ یہاں پر دو مسئلے ہیں: (۱) محال ہے۔ وہ یہ ہے کہ کفر کے ساتھ کافر کا نیک عمل معتبر ہو یہ محال ہے۔ کیوں کہ نیک عمل کے معتبر ہونے کے لیے شرط یہ ہے کہ قصد صحیح کے ساتھ واقع ہو اور کافر کا قصد صحیح نہیں۔ (۲) یہ ہے کہ کافر کو بعض عمل کا ثواب ملے، اللہ کے فضل سے، یہ عقلاً محال نہیں۔ اس لحاظ سے یہ بات متحقق ہوگئی کہ ابولہب کا ثویبہ کو آزاد کرنا ایسا عمل نہیں جس کو شریعت میں عبادت مانا جائے لیکن ایسا ممکن ہے کہ اللہ اپنی مشیت کے مطابق اُس پر جو فضل فرمانا چاہے فرمائے، جیسا کہ ابو طالب پر فضل فرمایا۔ اور اس بات کے ثبوت وعدم ثبوت میں نص کی پیروی کی جائے گی (جس کے بارے میں نص وارد ہے یہ قول اسی کے بارے میں ہوگا اور جس کے بارے میں نص نہیں، نہیں ہوگا)

اس کے بعد امام عسقلانی فرماتے ہیں: قُلْتُ وَتَتِمَّةُ هَذَا أَنْ يَقَعَ التَّفَضُّلُ الْمَذْكُورُ إِكْرَامًا لِمَنْ وَقَعَ مِنَ الْكَافِرِ الْبِرُّ لَهُ وَنَحْوُ ذٰلِكَ وَاللّٰهُ أعلم.

ترجمہ:

اس بات کا خلاصہ یہ ہے کہ کافر پر یہ فضل درحقیقت اُس کے عمل کے سبب نہیں ہے بلکہ اس (نبی) کے اکرام کے طور پر ہے جس کے لیے کافر نے وہ اچھا عمل کیا ہے۔ واللہ اعلم [فتح الباری: ۹/۱۴۵]

وہابی عالم کا چوتھا اعتراض:

شارحین حدیث نے یہ لکھا ہے کہ ابولہب کی تخفیفِ عذاب والی روایت میں خواب کا واقعہ ہے اور خواب حجت شرعیہ نہیں، لہٰذا یہ روایت اِس بات کی دلیل نہیں بن سکتی کہ ابولہب کو میلادِ رسول کی خوشی میں باندی آزاد کرنے کے بدلے میں عذاب میں تخفیف حاصل ہوئی۔ تو یہ روایت میلاد النبی پر اظہارِ خوشی کے جواز کی دلیل کیوں کر ہوگی؟

جواب:

یہ بات واضح رہے کہ غیر نبی کا خواب حجت شرعیہ نہیں ہے، کا مطلب یہ ہے کہ خواب شریعت میں حجت مستقلہ نہیں۔ یعنی صرف خواب سے کسی چیز کا استحباب یا وجوب وغیرہ ثابت نہیں ہوسکتا۔ لیکن صحابہ اور صالحینِ امت کے خواب جب نصوصِ شرعیہ کے خلاف نہ ہوں بلکہ نصوص اُن کی تائید میں ہوں تو اُن کو شریعت میں ''حجت مؤیدہ'' کی حیثیت سے پیش کرنے میں کوئی قباحت نہیں۔

میلاد النبی ﷺ پر اظہارِ خوشی کے استحباب کی دلیل کتاب وسنت سے ماخوذ ہے۔ کیوں کہ اس بات سے کسی مسلمان کو انکار نہیں ہے کہ کائنات کی تمام نعمتوں میں سب سے بڑی نعمت رسولِ رحمت ﷺ کی ولادت وبعثت ہے، یہی وجہ ہے کہ قرآن حکیم سورہ آل عمران آیت ۱۶۴ میں بعثت رسول ﷺ کو رب تعالیٰ کا سب سے بڑا احسان کہا گیا ہے اور سورہ یونس آیت ۵۸ میں اللہ کے فضل ورحمت پر اظہار فرح ومسرت کا حکم دیا گیا ہے۔ صحیح مسلم کی حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ دوشنبہ کے روز روزہ رکھ کے اپنا یوم میلاد مناتے تھے۔ اِسی بنا پر کثیر ائمہ اسلاف نے یومِ میلادِ مصطفیٰ ﷺ پر اظہارِ خوشی کے استحسان واستحباب پر مستقل رسالے بھی تحریر کیے ہیں اور اپنی کتابوں میں میلاد النبی ﷺ کے ثبوت پر مستقل ابواب قائم کیے ہیں۔ اِس خصوص میں امام جلال الدین سیوطی، امام ابن کثیر، امام ابن دحیہ اندلسی، حافظ ابن العراقی، امام ابن حجر عسقلانی، امام قسطلانی، امام ابوشامہ، امام ترکمانی، امام ابن الجوزی، امام جزری وغیرہم کے نام نمایاں ہیں۔

حاصل یہ ہے کہ ابولہب کے خواب والی روایت میلاد النبی ﷺ پر اظہارِ خوشی کے مستحسن ہونے کی اگر چہ ''حجتِ مستقلہ'' نہیں کہ حجت مستقلہ نصوصِ شرعیہ ہیں، لیکن یہ اُن نصوص کی مؤید ضرور ہے۔ کیوں کہ احادیثِ صحیحہ سے ثابت ہے کہ صالحین کے اچھے خواب بشارتوں میں سے ہیں۔ صحیح مسلم میں ہے: أَيُّهَا النَّاسُ، إِنَّهُ لَمْ يَبْقَ مِنْ مُبَشِّرَاتِ النُّبُوَّةِ إِلَّا الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ، يَرَاهَا الْمُسْلِمُ. رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: ''کہ اے لوگو! نبوت کی بشارتوں میں سے نہیں ہیں مگر اچھے خواب، جو مسلمان دیکھتا ہے۔''

جب ایک عام صالح مسلمان کا خواب بشارت ہے تو صحابی رسول، وہ بھی رسول اللہ ﷺ کے محبوب چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا خواب بشارت کیوں نہیں ہوسکتا؟

صحیح حدیث کی روشنی میں حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے اِس خواب میں مسلمانوں کے لیے یہ بشارت ہوسکتی ہے کہ اگر وہ میلاد النبی ﷺ کی خوشی میں صدقات اور اعمال خیر کریں گے تو اگر وہ گناہ گار بھی ہوں تو اللہ کی رحمت سے امید ہے کہ اُسے توفیق توبہ نصیب ہوگی اور حسن خاتمہ نصیب گا۔ اس عمل خیر پر آخرت میں انھیں اچھا بدلہ ملے گا اور عذاب میں تخفیف ہوگی۔

چناں چہ بخاری کی روایت مذکورہ کو کثیر علمائے سلف نے میلاد النبی ﷺ منانے کے مستحب ہونے کی تائید میں پیش فرمایا ہے۔ یہاں پر اختصار کے پیش نظر صرف دو حوالے پیش کیے جارہے ہیں۔

☆ امام جلال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ھ نے امام شمس الدین الحافظ الجزری متوفی ۸۳۳ھ کے حوالے سے یہ تحریر فرمایا ہے:

ثُمَّ رَأَيْتُ اِمَامَ الْقُرَّاءِ الْحَافِظُ شَمْسُ الدِّيْنِ الْجَزْرِی قَالَ فِی كِتَابِهِ الْمُسَمّٰى ''عَرفُ التَّعْرِيْفِ بِالْمَوْلِدِ الشَّرِيْفِ'' مَانَصُّهُ وَقَدْ رُئِیَ اَبُوْلَهَبِ بَعْدَ مَوْتِهِ فِی النَّوْمِ فَقِيْلَ لَهُ مَاحَالُکَ؟ فَقَالَ: فِی النَّارِ اِلَّا اَنَّهُ يُخَفَّفُ عَنِّی كُلَّ لَيْلَةِ اثْنَيْنِ وَاَمُصُّ بَيْنَ اِصْبَعَیَّ هَاتَيْنِ مَاءً بِقَدْرِ هٰذَا. وَاَشَارَ بِرَأْسِ اِصْبَعِهِ. وَاَنَّ ذَالِکَ بِاِعْتَاقِی لِثُوَيْبَةَ عِنْدَ مَا بَشَّرَتْنِی بِوِلَادَةِ النَّبِیِّ ﷺ وَبِاِرْضَاعِهَا لَهُ. فَاِذَا كَانَ

اَبُوْلَهَبِ الْكَافِرِ الَّذِیْ نَزَلَ الْقُرْآنُ بِذَمِّهٖ جُوْزِیَ بِفَرْحَةِ لَيْلَةَ مَوْلِدِ النَّبِیِّ ﷺ بِهٖ فَمَاحَالُ الْمُسْلِمِ الْمُوَحِّدِ مِنْ اُمَّةِ النَّبِیِّ ﷺ يُسَرُّ بِمَوْلِدِهٖ وَيَبْذُلُ مَاتَصِلُ اِلَيْهِ قُدْرَتُهٗ فِی مَحَبَّتِهٖ ﷺ وَلَعَمْرِیْ اِنَّمَا يَكُوْنُ جَزَاءُ هٗ مِنَ الْمَوْلَی الْكَرِيْمِ اَنْ يُدْخِلَهٗ بِفَضْلِهٖ جَنَّاتِ النَّعِيْمِ. [حسن المقصد:٦٦]

ترجمہ:

میں نے دیکھا، امام القرا حافظ شمس الدین جزری نے اپنی کتاب ''عَرَفُ التَّعْرِيْفِ بِالْمَوْلِدِ الشَّرِيْفِ'' میں یہ فرمایا ہے: روایت ہے کہ ابولہب کے مرنے کے بعد اس کو خواب میں دیکھا گیا، اس سے پوچھا گیا: کیا حال ہے؟ جواب دیا: جہنم میں ہوں۔ مگر ہر پیر کی رات کو اپنی ان دو انگلیوں (انگوٹھا اور شہادت کی انگلی) کے درمیان سے تھوڑا چوسنے کو مل جاتا ہے۔ وہ اس سبب سے ہے کہ میں نے ثویبہ کو آزاد کیا تھا کیوں کہ اس نے مجھے نبی ﷺ کی ولادت کی بشارت سنائی تھی اور ان کو دودھ پلایا تھا۔

جب ابولہب کافر کو، جس کی مذمت میں قرآن نازل ہوا ہے، شبِ ولادتِ نبی ﷺ میں اظہارِ خوشی کا یہ بدلہ ملا ہے تو نبی ﷺ کی امت کے موحد مسلمان کا کیا حال ہوگا جو آپ ﷺ کی ولادت پر خوشی کا اظہار کرتا ہے اور اپنی وسعت کے مطابق آپ کی محبت میں مال خرچ کرتا ہے۔ واللہ مولیٰ کریم ایسے شخص کو یہ بدلہ دے گا کہ اپنے فضل سے اسے جنات نعیم میں جگہ عطا فرمائے گا۔

☆ امام محدثِ شام شمس الدین محمد بن عبداللہ معروف ابن ناصرالدین دمشقی متوفی ۸۳۷ھ نے ایک کتاب میلادالنبی ﷺ منانے کے مستحب ہونے کے ثبوت میں تحریر فرمایا ہے، جس کا نام ہے: ''مَوْرِدُ الصَّادِی فِی مَوْلِدِ الْهَادِی''۔ اس میں انھوں نے یہ تحریر فرمایا ہے:

وَقَدْ صَحَّ اَنَّ اَبَالَهَبِ يُخَفَّفُ عَنْهُ عَذَابُ النَّارِ فِی مِثْلِ يَوْمِ الْاِثْنَيْنِ لِاِعْتَاقِهٖ ثُوَيْبَةَ سُرُوْرًا بِمِيْلَادِالنَّبِیِّ ﷺ، ثُمَّ اَنْشَدَ:

اِذَا كَانَ هٰذَا كَافِرًا جَاءَ ذَمُّهٗ ۔۔۔ وَتَبَّتْ يَدَاهُ فِی الْجَحِيْمِ مُخَلَّدًا
اَتٰی اَنَّهٗ فِی يَوْمِ الْاِثْنَيْنِ دَائِمًا ۔۔۔ يُخَفَّفُ عَنْهُ لِلسُّرُوْرِ بِاَحْمَدَا
فَمَاالظَّنُّ بِالْعَبْدِ الَّذِیْ طُوْلَ عُمْرِهٖ ۔۔۔ بِاَحْمَدَ مَسْرُوْرًا وَمَاتَ مُوَحِّدًا

ترجمہ:

ابولہب کافر تھا، جس کی مذمت میں سورت ''تبت يداه'' نازل ہوئی ہے اور وہ ہمیشہ جہنم میں رہے گا، جب اُس کے بارے میں یہ روایت آئی ہے کہ پیر کے دن اس کے عذاب کو ہلکا کر دیا جاتا ہے، کیوں کہ اس نے حضور احمد مصطفیٰ ﷺ کی ولادت پر خوشی کا اظہار کیا تھا، تو اُس بندے کے بارے میں تیرا کیا گمان ہے جس نے حضور احمد مصطفیٰ ﷺ کی خوشی میں زندگی گزاری ہو اور مسلمان ہو کر دنیا سے گیا ہو۔ (مصدر سابق)

معلوم ہوا کہ میلادالنبی ﷺ منانے کے مستحب ہونے کے تعلق سے بخاری شریف کی روایت مذکورہ کو محض ایک خواب کہہ کر مسترد نہیں کیا جاسکتا۔ محدثین واسلاف امت نے اس حدیث کو ہرگز رد نہیں کیا ہے۔ جیسا کہ ابھی ہم نے ثابت کیا۔

بعض محدثین وشارحین حدیث نے اس حدیث کی شرح میں یہ جو لکھا ہے کہ یہ خواب ہے اور خواب حجت شرعیہ نہیں ہے، تو اس کا مطلب یہ ہے کہ خواب والی یہ روایت عید میلاد کے ثبوت کے لیے یا کافر کے حق میں تخفیف عذاب کے لیے حجت مستقلہ نہیں ہے۔ اس کے حجت مویدہ ہونے کا کسی نے انکار نہیں کیا ہے۔

وہابی معترض کا پانچواں اعتراض:

''یہ روایت تاریخی حقیقت کے بھی خلاف ہے، کیوں کہ اس میں یہ بیان ہوا ہے کہ ابولہب نے آپ ﷺ کی پیدائش کے وقت اپنی لونڈی ثویبہ کو آزاد کیا جب کہ تاریخی بیان یہ ہے کہ ابولہب نے ثویبہ کو آپ ﷺ کی پیدائش کے پچاس سال کے بعد آزاد کیا۔ حافظ ابن عبدالبر رحمہ اللہ لکھتے ہیں: وَاَعْتَقَهَا اَبُوْلَهَبٍ بَعْدَ مَاهَاجَرَالنَّبِیُّ ﷺ اِلَی الْمَدِيْنَةِ۔ یعنی ابولہب نے اپنی لونڈی ثویبہ کو آپ ﷺ کے مدینہ ہجرت کرنے کے بعد آزاد کیا۔ [الاستیعاب:۱۲/۱]

ابن الجوزی لکھتے ہیں: جب آپ ﷺ نے ام المومنین خدیجہ رضی اللہ عنہا سے شادی کی تو ثویبہ ابھی تک لونڈی تھیں۔ وہ آپ ﷺ کے پاس آتیں اور آپ ﷺ اور ام المومنین خدیجہ رضی اللہ عنہا اُن کے ساتھ حسن سلوک کرتے۔[الوفاء باحوال المصطفی:۱/۱۷۸۔۱۷۹]۔ بلکہ ام المومنین خدیجہ رضی اللہ عنہا نے جب دیکھا کہ آپ ﷺ ابولہب کی لونڈی ثویبہ کے ساتھ حسن سلوک کرتے ہیں تو انہوں نے آپ ﷺ کی دل جوئی کی خاطر ابولہب سے ثویبہ کو خرید کر آزاد کرنا چاہا۔ لیکن ملعون ابولہب نے اسے بیچنے سے انکار کر دیا اور جب آپ ﷺ مکہ چھوڑ کر مدینہ ہجرت کر گئے تب ابولہب نے ثویبہ کو آزاد کیا۔[الطبقات:۱/۱۰۸۔۱۰۹]۔ اس پوری تفصیل سے معلوم ہوا کہ مذکورہ روایت تاریخی بیان کے بھی خلاف ہے لہٰذا قطعاً صحیح نہیں۔"

جواب:

جمہور اصحاب سیر و تاریخ کے مطابق ابولہب نے اپنی باندی ثویبہ کو اس وقت آزاد کیا تھا جب کہ اس نے رسول خدا ﷺ کی ولادت کی بشارت سنائی تھی۔ اس بات کے ثبوت پر ہم ابھی دلائل پیش کریں گے۔ معترض موصوف کا کہنا ہے کہ ابولہب نے ثویبہ کو ہجرت نبوی کے بعد آزاد کیا تھا۔ اس کی دلیل میں انہوں نے "**الاستیعاب، الوفاء اور الطبقات الکبری لابن سعد**" کے حوالے پیش کیے ہیں۔ پہلے ہم معترض کی پیش کردہ روایت کا تنقیدی جائزہ پیش کریں گے اور یہ ثابت کریں گے کہ معترض کی پیش کردہ تاریخی روایت مرجوح و نامقبول ہے۔ پھر یہ ثابت کریں گے کہ ابولہب نے ثویبہ کو ولادتِ رسول ﷺ کے موقع پر آزاد کیا تھا۔

معترض موصوف نے جس روایت کو ذکر کیا ہے اُس کا اصل ماخذ ابن سعد کی "**الطبقات الکبری**" ہے۔

ابن سعد کی یہ روایت نا قابل قبول ہے۔ اس کی پہلی وجہ یہ ہے کہ اس کو محمد بن عمر واقدی نے روایت کیا ہے، اور واقدی تاریخ و سیر کے عظیم عالم ہونے کے باوجود علمائے ناقدین کے نزدیک ان کے ضعیف ہونے پر اتفاق ہے۔ حتیٰ کہ امام نسائی نے کہا: "اَلْکَذَّابُوْنَ الْوَضَّاعُوْنَ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم أَرْبَعَۃٌ. فَذَکَرَ مِنْھُمْ الْوَاقِدِیَّ۔" اللہ کے رسول ﷺ پر جھوٹ بولنے والے چار ہیں، جن میں واقدی بھی ہے۔

[اکمال تھذیب الکمال:۱۰/۲۹۰]۔ امام ابوحاتم رازی نے فرمایا: "کَانَ یَضَعُ الْحَدِیْثَ." واقدی حدیث گڑھتا تھا۔

امام شافعی نے یہ فرمایا ہے: کَانَ بِالْمَدِیْنَۃِ سَبْعُ رِجَالٍ یَضَعُوْنَ الْأَسَانِیْدَ، الْوَاقِدِیُّ أَحَدُھُمْ. مدینہ میں سات آدمی ایسے ہیں جو اسانید گڑھتے ہیں، ان میں ایک واقدی ہے۔ امام شافعی کا یہ قول بھی ہے: "کُتُبُہٗ کَذِبٌ" واقدی کی کتابیں جھوٹ ہیں۔[اکمال تھذیب الکمال ۱۰-۲۹۱]

واقدی کی یہ روایت جس کو معترض نے پیش کیا ہے مرجوح و نامقبول ہے، کیوں کہ واقدی کے مقابلے میں درجنوں اصحاب سیر و تاریخ و اصحاب تراجم و طبقات اور شارحین حدیث نے یہ لکھا ہے کہ ثویبہ کو ابولہب نے اس وقت آزاد کیا تھا جب کہ اس نے رسول خدا ﷺ کی ولادت کی خوش خبری سنائی تھی۔ صحیح بخاری کی روایت سے یہ بات ظاہر ہے، اس کے علاوہ بطور نمونہ ذیل میں چند اصحاب سیر و تاریخ اور علمائے محققین کی کتابوں کے حوالے جلد اور صفحہ نمبر کے ساتھ پیش کیے جاتے ہیں۔ اختصار کی غرض سے کتابوں کی عبارتوں اور ترجموں کو حذف کیا گیا ہے، اطمینان کے لیے اصل کتابوں کی جانب رجوع کیا جا سکتا ہے۔

﴿۱﴾ الروض الانف فی شرح السیرۃ النبویہ......عبد الرحمن السہیلی [وفات: ۵۸۱] جلد ۵ صفحہ ۱۹۲

﴿۲﴾ الاکتفاء بما تضمنہ من مغازی رسول اللہ ﷺ......سلیمان بن موسی الحمیری [وفات: ۶۳۴ھ] جلد ۱ صفحہ ۳۴۷

﴿۳﴾ الفیۃ السیرۃ النبویہ......زین الدین العراقی [وفات: ۸۰۶ھ] جلد ۱ صفحہ ۳۶

﴿۴﴾ غایۃ البیان شرح زبد ابن ارسلان شمس الدین رملی [وفات: ۱۰۰۴] جلد ۱ صفحہ ۱۳

﴿۵﴾ تحفۃ المحتاج فی شرح المنہاج......أحمد بن محمد بن علی بن حجر الہیتمی [وفات: ۹۷۴ھ] جلد ۷ صفحہ ۴۲۳

﴿۶﴾ المؤتلف و المختلف......علی بن عمر الدارقطنی [وفات: ۳۸۵ھ] جلد ۱ صفحہ ۲۴۰

﴿۷﴾ جامع الاصول ...... مبارک بن محمد المعروف ابن الاثیر [وفات: ۶۰۶ھ] جلد ۱۱ صفحہ ۴۷۶

﴿۸﴾روح المعانی......محمود بن عبد الله آلوسی[وفات: ۱۲۷۰ھ]جلد۱۵ صفحہ ۴۳۸

﴿۹﴾روح البیان......اسماعیل حقی حنفی[وفات: ۱۱۲۷ھ] جلد۴ صفحہ۴۰۷

﴿۱۰﴾جمع الفوائد من جامع الاصول......محمد بن محمد الفاسی المالکی[وفات:۱۰۹۴ھ] جلد۲ صفحہ ۱۲۴

﴿۱۱﴾نصب الرایة......جمال الدین عبداللہ بن یوسف زیلعی[وفات: ۷۶۲ھ] جلد۳ صفحہ ۱۶۹

﴿۱۲﴾ الفواکہ الدوانی علی رسالة ابن ابی زید القیروانی......احمد بن غانم المالکی [وفات:۱۱۲۶ھ] ج ۱ ص ۸۱

یہ ایک درجن کتب کے حوالے صرف نمونہ کے لیے ہیں۔اس طرح کی درجنوں کتابوں میں یہ لکھا ہے کہ ثویبہ کو ابولہب نے اس وقت آزاد کیا تھا جب کہ اس نے رسول خدا ﷺ کی ولادت کی خبر ابولہب کو سنائی تھی۔مشہور و معتمد سیرت نگار شیخ علی بن ابراہیم حلبی متوفی ۱۰۴۴ھ نے یہ لکھا ہے کہ ثویبہ نے ابولہب کو رسول اللہ ﷺ کی ولادت کی خوش خبری سنائی تھی تو اس نے ثویبہ کو اسی وقت آزاد کر دیا تھا اور بعض لوگوں نے جو یہ لکھا ہے کہ ابولہب نے ثویبہ کو ہجرت نبوی کے بعد آزاد کیا تھا، یہ قول ضعیف ہے۔

علامہ حلبی کے الفاظ یہ ہیں: وَقَدْ أَعْتَقَهَا حِيْنَ بَشَّرَتْهُ بِوِلَادَتِهِ صلی اللہ علیہ وسلم...وَقِيْلَ إِنَّهُ إِنَّمَا أَعْتَقَهَا لَمَّا هَاجَرَ صلی اللہ علیہ وسلم إِلَى الْمَدِيْنَةِ ۔ثویبہ کو ابولہب نے اُس وقت آزاد کیا تھا جب اس نے ابولہب کو حضور ﷺ کی ولادت کی بشارت سنائی تھی۔اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس نے حضور ﷺ کی ہجرت کے وقت ثویبہ کو آزاد کیا تھا۔

علامہ حلبی نے دوسرے قول کو قِیلَ سے ذکر کیا ہے اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ دوسرا قول کمزور ہے۔علامہ حلبی نے پھر دونوں قول کے درمیان تطبیق ذکر کرتے ہوئے یہ تحریر فرمایا ہے:

أَقُوْلُ: قَدْ يُقَالُ: لَا مُنَافَاةَ لِجَوَازِأَنْ يَكُوْنَ لَمَّا أَعْتَقَهَا لَمْ يُظْهِرْعِتْقَهَا وَإِبَاؤُهُ بَيْعَهَا لِكَوْنِهَا كَانَتْ مَعْتُوْقَةً ثُمَّ أَظْهَرَعِتْقَهَابَعْدَ الْهِجْرَةِ والله أعلم..

ترجمہ:

یہ کہا جاتا ہے کہ دونوں قول میں تعارض نہیں ہے۔ہوسکتا ہے کہ وقتِ ولادت ثویبہ کو آزاد کیا ہو لیکن اس کا اعلان نہ ہوا ہو اور حضرت خدیجہ کے پاس ثویبہ کو بیچنے سے انکار کی یہی وجہ ہو کہ ثویبہ اس وقت حقیقت میں آزاد ہو چکی تھی، پھر ابولہب نے ہجرت کے بعد اس کی آزادی کا اعلان کیا ہو۔ واللہ اعلم

بہر حال یہ بات تو مسلم ہے کہ ثویبہ کو ابولہب نے ولادت نبوی کے موقع پر آزاد کیا تھا۔یہی قول راجح ہے۔علامہ محمد بن یوسف صالحی شامی متوفی ۹۴۲ھ نے تو صراحت کے ساتھ یہ لکھ دیا ہے:

وَاخْتَلَفُوْا مَتٰى أَعْتَقَهَافَقِيْلَ: أَعْتَقَهَاحِيْنَ بَشَّرَتْهُ بِوِلَادَةِ رَسُوْلِ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم .وَهُوَ الصَّحِيْحُ .وَقِيْلَ إِنَّ خَدِيْجَةَ سَأَلَتْ أَبَالَهَبٍ فِي أَنّ تَبْتَاعَهَا مِنْهُ لِيُعْتِقَهَا فَلَمْ يَفْعَلْ فَلَمَّا هَاجَرَرَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم إِلَى الْمَدِيْنَةِ أَعْتَقَهَاأَبُوْ لَهَبٍ .وَهُوَ ضَعِيْفٌ .انتھی.

ترجمہ:

اس میں اختلاف ہے کہ ابولہب نے ثویبہ کو کب آزاد کیا ہے؟ کہا گیا ہے کہ اُس وقت آزاد کیا ہے جب کہ اس نے رسول اللہ ﷺ کی پیدائش کی خوش خبری سنائی تھی۔یہی بات صحیح ہے۔ایک قول یہ ہے کہ ام المومنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہ نے ثویبہ کو آزاد کرنے کے لئے اسے ابولہب سے خریدنا چاہا تھا تو ابولہب نے بیچنے سے انکار کیا تھا پھر جب رسول اللہ ﷺ نے مدینہ کی جانب ہجرت کی تو ابولہب نے ثویبہ کو آزاد کیا۔یہ بات ضعیف ہے۔

[سبل الھدیٰ والرشاد فی سیرۃ خیر العباد ا:۳۷۶]

لہٰذا ثابت ہوا کہ وہابی معترض کا یہ کہنا کہ بخاری کی یہ روایت تاریخی بیان کے خلاف ہے، خلاف واقعہ اور غلط ہے۔

وہابی معترض کا چھٹا اعتراض:

”مذکورہ خواب جس نے بھی دیکھا ہے ظن غالب ہے کہ اس نے کفر کی حالت میں دیکھا ہے اور غیر مسلم کا خواب تو درکنار شریعت میں اس کا بیان بھی حجت نہیں۔“

جواب:

معترض موصوف کو یہ ظن غالب کہاں سے حاصل ہوا ذرا اس کی دلیل بھی بیان کر دیتے تو ہم بھی دیکھتے کہ اس دلیل کی کیا حیثیت ہے؟ بے دلیل کے یہ کہنا کہ ”ظن غالب ہے کہ جس نے بھی یہ خواب دیکھا ہے حالت کفر میں دیکھا ہے“ تحکم اور جرأت بے جا ہے۔ معترض موصوف یہ فرماتے ہیں کہ ”جس نے بھی دیکھا ہے“ لیکن کس نے دیکھا ہے؟ کچھ پتا نہیں، تو معترض موصوف کے ”خیالِ باکمال“ میں ظنِ غالب کس کے تعلق سے آیا؟ یہ بھی مجہول اور مجہول سے متعلق ظن بھی مجہول۔ اب ہم بتاتے ہیں کہ خواب کا دیکھنے والا کون تھا اور کب دیکھا تھا؟

کتبِ تاریخ وسیرت میں یہ مذکور ہے کہ خواب دیکھنے والے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔ یہ خواب انہوں نے ابولہب کی موت کے ایک سال کے بعد یعنی غزوہ بدر کے ایک سال کے بعد دیکھا تھا اور اس وقت حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسلام لا چکے تھے۔

چناں چہ امام اسماعیل بن عمر ابن کثیر متوفی ۷۷۴ھ نے یہ تحریر فرمایا ہے:

☆ذَکَرَ السُّھَیْلِیُّ وَغَیْرُہٗ اِنَّ الرَّائِیَ لَہٗ ھُوَ أَخُوْہُ الْعَبَّاسُ .وَکَانَ ذٰلِکَ بَعْدَ سَنَۃٍ مِنْ وَفَاۃِ أَبِی لَھَبٍ بَعْدَ وَقْعَۃِ بَدْرٍ۔ سہیلی وغیرہ نے یہ ذکر کیا ہے کہ خواب دیکھنے والا شخص ابولہب کے بھائی حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔ یہ خواب انہوں نے ابولہب کے مرنے کے ایک سال کے بعد غزوہ بدر کے بعد دیکھا تھا۔ [البدایہ والنہایہ:۳۳۲/۲]۔ امام ابن کثیر نے اپنی کتاب ”السیرۃ النبویۃ“ میں بھی اور امام صالحی نے سبل الھدی والرشاد میں یہی لکھا ہے۔

☆عبدالملک بن حسین العصامی المکی متوفی ۱۱۱۱ھ نے یہ تحریر کیا ہے:

وَقَدْ رَأَی الْعَبَّاسُ أَبَا لَھَبٍ بَعْدَ مَوْتِہٖ فِی النَّوْمِ۔ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابولہب کی موت کے بعد اُس کو خواب میں دیکھا تھا۔

[سمط النجوم العوالی:۳۰۵/۱]

☆علامہ ابوالقاسم عبدالرحمٰن سہیلی متوفی ۵۸۱ھ نے یہ لکھا ہے:

وَفِی غَیْرِ الْبُخَارِیِّ أَنَّ الَّذِی رَآہُ مِنْ أَھْلِہٖ ھُوَ أَخُوْہُ الْعَبَّاسُ قَالَ مَکَثْتُ حَوْلًا بَعْدَ مَوْتِ أَبِی لَھَبٍ لَا أَرَاہُ فِی نَوْمٍ ثُمّ رَأَیْتہ فِی شَرّ حَالٍ.

ترجمہ:

بخاری کے سوا دوسری کتابوں میں ہے کہ ابولہب کے اہل خانہ میں سے جس نے اسے خواب میں دیکھا تھا وہ اس کے بھائی حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا کہنا ہے کہ ابولہب کی موت کے ایک سال کے بعد میں نے اسے خواب میں دیکھا، وہ بری حالت میں تھا۔

[الروض الانف:۱۲۲/۵]

☆علامہ نورالدین علی بن ابراہیم الحلبی متوفی ۱۰۴۴ھ نے یہ تحریر کیا ہے:

فَعَنِ الْعَبَّاسِ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ:مَکَثْتُ حَوْلًا بَعْدَ مَوْتِ أَبِی لَھَبٍ لَا أَرَاہُ فِی نَوْمٍ، ثُمَّ رَأَیْتُہٗ فِی شَرِّ حَالٍ.

ترجمہ:

حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا کہ میں نے ابولہب کو ایک سال کے بعد خواب میں دیکھا، وہ برے حال میں تھا۔

[السیرۃ الحلبیۃ ۱۔۱۲۴]

☆علامہ حسین محمد الدیار بکری متوفی ۹۶۶ھ نے یہ تحریر فرمایا ہے:

"لَـمَّا مَاتَ أَبُوْ لَهَبٍ رَآهُ أَخُوْهُ الْعَبَّاسُ فِی الْمَنَامِ بَعْدَ سَنَةٍ"۔ابولہب کی جب موت ہوگئی تو اس کو اس کے بھائی حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک سال کے بعد خواب میں دیکھا۔ [تاریخ الخمیس فی احوال انفس النفیس:۱/۲۲۲]

مذکورہ بالا معتبر کتابوں کے حوالوں سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ ابولہب کو خواب میں دیکھنے والا کوئی اور نہیں تھا بلکہ عظیم صحابی، رسول اکرم ﷺ کے محبوب عم محترم حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔آپ نے یہ خواب حالتِ کفر میں نہیں بلکہ حالتِ ایمان میں دیکھا تھا۔یہ خواب آپ نے ابولہب کی موت کے ایک سال کے بعد یعنی غزوہ بدر کے ایک سال کے بعد دیکھا تھا۔اور حضرت عباس غزوہ بدر کے موقع پر ایمان لائے تھے۔

☆علامہ مطہر بن طاہر مقدسی متوفی ۳۵۵ھ نے یہ لکھا ہے:

وَأُسِرَ یَوْمَ بَدْرٍ فَافْتَدٰی وَأَسْلَمَ۔حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بدر کے دن قید کر کے لائے گئے۔فدیہ دے کر جان بخشی کرائی پھر اسلام لائے۔

[البدء والتاریخ:۵/۱۰۵]

معلوم ہوا کہ وہابی معترض کا ظن غالب کہ خواب دیکھنے والے نے حالت کفر میں خواب دیکھا ہے محض ظن باطل ہے۔

وہابی معترض کا ساتواں اعتراض:

مذکورہ روایت میں جو واقعہ ہے وہ شریعت اسلامیہ کے نزول سے پہلے کا واقعہ ہے اور شریعت اسلامیہ کے آنے کے بعد جب تورات انجیل زبور جیسی آسمانی کتابیں ہمارے لیے حجت نہیں ہیں پھر ابولہب جیسے کافر ملعون کا عمل ہمارے لیے کیسے حجت ہوسکتا ہے؟

جواب:

یہاں پر معترض نے جس جرأت و بے باکی کے ساتھ میلاد النبی ﷺ پر اظہار خوشی کو ایک کافر ملعون کا خاص عمل مان کر اس سے مسلمانوں کو دور رہنے کا اشارہ دیا ہے اُس سے ابلیس خوش ہو تو ہو کوئی بھی سچا مسلمان، وہابی معترض کی اس جرأت کو نظر استحسان سے ہرگز نہیں دیکھ سکتا۔عید میلاد نہ منانا اور ہے اور منانے والوں کو دبے انداز میں ابولہب کے عمل کا پیروکار کہنا اور ہے۔نبی کا کلمہ پڑھنے والے کی زبان سے اپنے ہی نبی کے تعلق سے ایسی بات نکلے اس سے بڑی بے غیرتی اور کیا ہوگی؟

کیا معترض بہادر کے نزدیک وہ سارے اسلاف امت جو یوم میلاد النبی ﷺ میں اظہار خوشی و مسرت کو مستحسن سمجھتے ہیں اپنے اس فعل پر ابولہب کے فعل کو حجت قرار دیتے ہیں؟ ذکر نبی سے جلنے والے نام کے مسلمان اب اس حد تک گر چکے ہیں کہ خود کو سلفی کہلاتے ہوئے نہ جانے کس منہ سے اسلاف امت پر ابولہب کی اتباع و پیروی کا الزام رکھتے ہیں؟ انہیں کچھ تو شرم آنی چاہئے۔

معترض موصوف کو اچھی طرح یہ سمجھ لینا چاہئے کہ مسلمانان اہل سنت و جماعت یوم میلاد النبی ﷺ کو یوم عید اور یوم مسرت کے طور پر مناتے ہیں تو اُن کے پاس اس کی اصل کتاب وسنت میں موجود ہے۔اس کی دلیل کسی کافر کا عمل نہیں ہے۔ہاں ہم معترض موصوف کی طرح عید میلاد سے جلنے اور کڑھنے والے نام نہاد مسلمانوں کی غیرت ایمانی کو جھنجھوڑتے ہوئے یہ کہتے ہیں کہ یوم میلاد کے موقع پر اظہار خوشی پہ واویلا مچانے والو! سوچو اور عبرت حاصل کرو کہ اگر ابولہب جیسے کافر کو قرابت داری کے لحاظ سے رسول خدا ﷺ کی ولادت پاک کی خبر ملنے پر خوشی کا اظہار کرنے سے عذاب میں تخفیف حاصل ہوسکتی ہے تو کوئی مسلمان اس سے محروم کیوں کر ہوسکتا ہے؟

پھر ہم معترض موصوف سے یہ سوال کرنا چاہتے ہیں کہ کیا کافر کا ہر عمل ہماری شریعت میں ممنوع ہے؟ کیا کوئی کافر اگر اللہ کے نبی ﷺ کی صحیح نعت لکھے۔نعت پڑھے تو ہمارے لیے اس کا پڑھنا اس وجہ سے ناجائز ہوگا کہ وہ ایک کافر کی لکھی ہوئی یا پڑھی ہوئی نعت ہے؟ ابوطالب نے اللہ کے رسول ﷺ کی نعت میں یہ کہا ہے: "وَاَبْیَضُ یُسْتَسْقَی الْغَمَامُ بِوَجْهِهٖ. ثِمَالُ الْیَتَامٰی وَعِصْمَةٌ لِّلْاَرَامِلِ." یہ خوبصورت روشن رو ہیں۔ان کے چہرے کے وسیلے سے بارش ملتی ہے۔یتیموں کا سہارا اور بیواؤں کی عصمت کے محافظ ہیں۔

کیا وہابی معترض یہ کہے گا کہ یہ شعر پڑھنا جائز نہیں ہے؟ حاتم بہت بڑا سخی تھا تو کیا مسلمان سخاوت کرنا چھوڑ دے کہ یہ ایک کافر کا عمل ہے؟ شاید معترض صاحب کو یہ معلوم نہیں ہے کہ شریعت اسلامیہ میں ہر اس عمل کی اجازت ہے جس کی اصل شریعت میں موجود ہے اور جس سے شریعت اسلامیہ میں منع وارد نہیں ہے۔ اگر اس عمل کو کوئی کافر کرے تو اس کے کرنے کی وجہ سے مسلمانوں کے لیے اس کا کرنا حرام نہیں ہوگا۔ اس کے ساتھ شریعت کا یہ اصول بھی تسلیم شدہ ہے کہ کوئی شئی شکل کے اعتبار سے نئی ہو لیکن اس کی اصل کتاب وسنت میں موجود ہو تو وہ شئی بدعت ونا جائز نہیں ہے۔ عید میلا د النبی ﷺ میں جو بھی جائز امور کیے جاتے ہیں، سب کی اصل کتاب وسنت میں موجود ہے۔ مثلاً صلاۃ وسلام پڑھتے ہوئے جلوس نکالنا، گھروں میں جھنڈے نصب کرنا، راستوں گلیوں میں روشنی کرنا اور دیگر جائز طریقوں سے اظہار خوشی کرنا۔ محافل ذکر میلا د النبی ﷺ ومجالس سیرت ووعظ منعقد کرنا۔ لوگوں کو کھانا کھلانا، شربت پلانا، صدقات وخیرات کرنا وغیرہ عید میلا د النبی ﷺ میں جو چیزیں ہوتی ہیں ان سب کی اصل قرآن وحدیث میں موجود ہے۔ یہ ساری چیزیں الگ الگ طور پر جائز ہیں تو سب کا مجموعہ عید میلا د النبی، کیوں نا جائز ہوگا؟

معترض موصوف سے کچھ الجھاؤ کیے بغیر ذیل میں ہم عید میلا د النبی ﷺ کے تعلق سے امام قسطلانی نے امام ابن الجزری کے حوالے سے جو کچھ تحریر فرمایا ہے اس کو ذکر کر کے اپنی بات کو مکمل کرنا چاہتے ہیں۔ اب سلفیت کا چولا پہننے والے کا جو جی چاہے کرے۔ فتوی لگانا ہے تو امام قسطلانی پہ فتوی لگائے۔ امام قسطلانی نے یہ تحریر فرمایا ہے:

قَالَ ابْنُ الْجَزْرِی: ’’فَإِذَاکَانَ هٰذَا أَبُوْلَهَبِ الْکَافِرُ، الَّذِیْ نَزَلَ الْقُرْآنُ بِذَمِّهٖ جُوْزِیَ فِی النَّارِبِفَرْحِهٖ لَیْلَةَ مَوْلِدِ النَّبِیِّ -صلی الله علیه وسلم- بِهٖ، فَمَا حَالُ الْمُسْلِمِ الْمُوَحِّدِ مِنْ أُمَّتِهٖ -علیه السّلام -الَّذِیْ یُسَرُّ بِمَوْلِدِهٖ، وَیَبْذُلُ مَا تَصِلُ إِلَیْهِ قُدْرَتُهٗ فِی مَحَبَّتِهٖ صلی الله علیه وسلم، لَعَمْرِی إِنَّمَا یَکُوْنُ جَزَاؤُهٗ مِنَ اللّٰهِ الْکَرِیْمِ أَنْ یُدْخِلَهٗ بِفَضْلِهِ الْعَمِیْمِ جَنَّاتِ النَّعِیْمِ. وَلَا زَالَ أَهْلُ الْإِسْلَامِ یَحْتَفِلُوْنَ بِشَهْرِ مَوْلِدِهٖ عَلَیْهِ السَّلَامُ، وَیَعْمَلُوْنَ الْوَلَائِمَ، وَیَتَصَدَّقُوْنَ فِی لَیَالِیْهِ بِأَنْوَاعِ الصَّدَقَاتِ، وَیُظْهِرُوْنَ السُّرُوْرَ، وَیَزِیْدُوْنَ فِی الْمُبَرَّاتِ. وَیَعْتَنُوْنَ بِقِرَاءَةِ مَوْلِدِهِ الْکَرِیْمِ، وَیَظْهَرُعَلَیْهِمْ مِنْ بَرَکَاتِهٖ کُلُّ فَضْلٍ عَمِیْمٍ.‘‘

ترجمہ:

ابن الجزری نے یہ فرمایا ہے کہ جب اس کافر ابولہب، جس کی مذمت میں قرآن نازل ہوا ہے، کو شب ولادت نبی ﷺ کو خوشی منانے کا یہ بدلہ ملا کہ جہنم میں عذاب تھوڑا سا کم ہوا تو آپ ﷺ کے مسلمان موحد امتی کا کیا حال ہوگا جو آپ کے میلا د پر حسب استطاعت خوشی کا اظہار کرتا ہے اور آپ ﷺ کی محبت میں مال خرچ کرتا ہے۔ واللہ اس کو اللہ کریم کی طرف سے جنات نعیم کا بدلہ ملے گا۔ مسلمان ہمیشہ سے میلا د النبی ﷺ کے مہینے میں محفلیں منعقد کرتے آرہے ہیں۔ لنگروں کا اہتمام کرتے ہیں۔ راتوں کو صدقات وخیرات کرتے ہیں۔ خوشیاں مناتے ہیں۔ کثرت سے نیکیاں کرتے ہیں۔ حضور ﷺ کی میلا د خوانی کا اہتمام کرتے ہیں۔ میلا د پاک کی برکتوں سے انہیں اللہ کا بڑا فضل حاصل ہوتا ہے۔ [المواهب اللدنیه : ۱/ ۸۹]

معترض موصوف صرف اتنا بتادیں کہ ان کے نزدیک امام قسطلانی کی کیا حیثیت ہے؟ کیا انہوں نے اپنے اِس بیان سے اہل اسلام کو ابولہب کی اتباع کی دعوت دی ہے؟

وہابی معترض کا آٹھواں اعتراض:

’’مذکورہ روایت میں اگر میلا د کی دلیل ہوتی تو اللہ کے نبی اور صحابہ بھی اس پر عمل کرتے۔ عہد نبوی، عہد صحابہ اور اس کے بعد کے ادوار میں اس پر عمل نہ ہونا اس بات کا ثبوت ہے کہ اس روایت میں عید میلا د کی دلیل نہیں ہے۔‘‘

جواب:

اس سے پہلے ہم نے یہ لکھا ہے کہ بخاری کی روایت مذکورہ عید میلا د کے ثبوت کی مستقل دلیل نہیں، بلکہ مؤید دلیل ہے۔ عید میلا د کی مستقل دلیل

کتاب اللہ اور احادیث کی وہ نصوص ہیں جن سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عظیم نعمتوں کے دن کو یوم عید کہنا جائز ہے اور پوری کائنات، خصوصاً تمام مسلمانوں کے لیے اللہ تعالیٰ کی سب سے عظیم نعمت رسول اعظم ﷺ کی ولادت وبعثت ہے۔ لہٰذا آپ ﷺ کے یوم ولادت کو یوم عید کہنا نصوص شرعیہ کے مطابق جائز ہے۔ اِس بات کو اگر وہابیہ سمجھتے تو عید میلاد النبی ﷺ کو ناجائز وبدعت نہ کہتے۔

وہابی معترض کا یہ کہنا بھی باطل ہے کہ ''عید میلاد کی اگر کوئی دلیل ہوتی تو اللہ کے نبی اور صحابہ بھی اس کو مناتے، لیکن انہوں نے نہیں منایا''۔ اس قول کے باطل ہونے کی پہلی وجہ تو یہ ہے کہ اگر کوئی چیز شریعت میں جائز یا مستحب ہو تو ضروری نہیں کہ اس کو خود اللہ کے نبی اور صحابہ کرام نے بھی کیا ہو۔ اس کو ضروری سمجھنا ایک گمراہ کن خیال ہے۔ دور حاضر میں بہت سے مستحب دینی کام ایسے کیے جاتے ہیں جو موجودہ شکل وصورت میں نہ اللہ کے نبی ﷺ نے کیے ہیں نہ صحابہ کرام نے۔ دینی مدارس کا قیام، اُن میں درس قرآن وتفسیر وحدیث کا رائج نظم، علوم دینیہ کی جدید طرز پر جمع وتدوین، دینی محافل ومجالس وعظ کا دور حاضر کا انداز، یہ سب نہ اللہ کے نبی ﷺ نے کیے ہیں نہ صحابہ نے۔ لیکن یہ سب پوری امت مسلمہ کے نزدیک نیک عمل ہیں۔ اُن پر کوئی اعتراض نہیں ہوتا لیکن عظمتِ مصطفیٰ کے اظہار اور اللہ کی نعمت عظمیٰ پر خوشیاں منانے کے لیے وفاداران مصطفیٰ محافل میلاد کا انعقاد کرتے ہیں۔ جلوس نکالتے ہیں۔ گلی کوچوں میں روشنی کا اہتمام کرتے ہیں اور دوسرے نیک عمل کرتے ہیں تو وہابی کیمپ میں زلزلہ آجاتا ہے۔ وہابیہ ان چیزوں کو یہ کہہ کر رد کرتے ہیں کہ یہ سب کام اللہ کے نبی اور صحابہ نے نہیں کیے ہیں، اس لیے یہ بدعت وناجائز ہیں۔ وہابیہ کی طرف سے بدعت کا جو یہ معنیٰ بیان کیا جاتا ہے، نہایت گمراہ کن ہے۔ بدعت وہ چیز نہیں جسے اللہ کے نبی ﷺ اور صحابہ نے نہ کیا ہو، بلکہ بدعت وہ چیز ہے جس کی اصل (reason) کتاب اللہ اور حدیث رسول اللہ ﷺ میں نہ ہو۔ اگر کوئی چیز کتاب اللہ میں عمومِ جواز یا استحسان کے تحت داخل ہو، یا کسی آیت کی دلالت یا اشارہ یا اقتضا سے کسی شی کا جواز یا استحسان سمجھ میں آئے، یا کتاب اللہ واحادیث رسول اللہ ﷺ میں اس چیز کے بارے میں سکوت ہو تو بھی فی نفسہ وہ چیز جائز ہے۔

اس قسم کی جائز ومستحسن چیزوں کی تردید میں وہابیہ بدعت کی تعریف میں منقول حدیث کو پیش کر کے اس کا غلط معنیٰ بیان کرتے اور لوگوں کو گمراہ کرتے ہیں۔

حدیث میں بدعت کی یہ تعریف کی گئی ہے: کُلُّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ۔ ہر احداث والی (نوایجاد کردہ) چیز بدعت ہے۔ احداث والی چیز سے مراد دین میں نوایجاد کردہ چیز ہے۔ وہابیہ اس کا غلط مطلب بیان کرتے ہوئے یہ کہتے ہیں کہ جس چیز کو اللہ کے رسول اور صحابہ نے نہیں کیا ہے وہ احداث والی یعنی نئی چیز بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔ بدعت کا یہ مطلب غلط ہے۔ بدعت کا صحیح معنیٰ وہ ہے جس کو دوسری صحیح حدیث میں واضح کیا گیا ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ کا ارشاد ہے: ''مَنْ اَحْدَثَ فِی اَمْرِنَا هٰذَا مَالَیْسَ مِنْهُ فَهُوَرَدٌّ.'' جس نے ہمارے اس دین میں ایسی نئی چیز ایجاد کی جو دین سے ماخوذ نہیں تو وہ نامقبول ہے۔ یہاں پر حدیث کی دو چیزوں میں غور کرنا ہے۔ ایک ''اَحْدَثَ'' کے معنیٰ میں دوسرے ''مَالَیْسَ مِنْهُ'' کے معنیٰ میں۔ ''اِحْدَاثٌ'' کا معنیٰ ہے نئی چیز ایجاد کرنا۔ اگر احداث کے معنیٰ میں غور کر لیا جائے تو عید میلاد کو کوئی بدعت نہیں کہے گا۔ کسی چیز کی بنیاد پہلے سے ہو لیکن اس کو نئی شکل وصورت سے آراستہ کیا جائے تو اسے احداث وایجاد نہیں کہا جاتا۔ اسے بنانا سنوارنا مضبوط کرنا وغیرہ کہا جاتا ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے دین کے اصول اور ضروری احکام اللہ کے حکم سے مکمل فرما دئے اور نویں ذی الحجہ ۱۰ھ کو اللہ کی طرف سے یہ اعلان عام کر دیا گیا: آج میں نے تمہارے لیے تمہارے دن کو مکمل کر دیا۔ [المائدہ:۳]

دین کے اصول کی تکمیل کے بعد صحابہ کرام نے انہیں اصول کے تحت بہت سے احکام شرعیہ کا استخراج فرمایا پھر ان کی پیروی کرتے ہوئے مختلف ادوار میں ائمہ مجتہدین ومجددین نے دین کی تجدید وتزئین کاری کی۔ مرور ایام کے ساتھ ساتھ حوادثات وواقعات بڑھتے رہے اور ائمہ دین وعلمائے ربانیین وصالحینِ امت اصول دین کو ملحوظ رکھتے ہوئے ضرورت کے لحاظ سے نئے انداز میں بعض مستحسن امور کو انجام دیتے رہے ان مستحسن امور کو کرنا دین میں نئی چیز ایجاد کرنا نہیں ہے۔ صحابہ کرام نے جلوس اور جھنڈیوں اور روشنیوں کے اہتمام کے ساتھ میلاد النبی ﷺ کیوں نہیں منایا اس کا جواب یہ ہے کہ ان کے سامنے اس سے زیادہ اہم امور تھے۔ رسول پاک ﷺ کے وصال کے بعد فوراً فتنہ ارتداد اٹھا۔ مرتدین کی سرکوبی کا اہم مسئلہ سامنے آ گیا۔ مسئلہ خلافت میں داخلی انتشار کو روکنا اور مسلمانوں کی اجتماعیت کو برقرار رکھنے کے لیے خلیفۃ المسلمین کا انتخاب۔ پھر دشمنان اسلام کی سرکوبی اور سلطنت

اسلامیہ کی حفاظت میں صحابہ کرام کا ہمیشہ مصروف جہاد رہنا یہ اہم امور تھے جن کی طرف صحابہ کا ہمیشہ متوجہ رہنا اور جشن عید میلاد نہ منانا مزاج شریعت کے عین مطابق تھا۔ خلافتِ راشدہ کے ختم ہونے کے بعد خارجی وداخلی فتنوں کی یورش، سلطنت اسلامیہ کو نیست ونابود کرنے کی دشمنان اسلام کی نئی نئی سازش اور نت نئے مسائل کے استخراج واستنباط کی ضرورت نے تابعین وائمہ مجتہدین کو اس مستحسن عمل کے اہتمام کی جانب متوجہ ہونے نہیں دیا۔ لیکن ہر دور میں صحابہ، تابعین، ائمہ دین نے میلاد النبی ﷺ کا ذکر اپنے اپنے انداز میں اپنے دور کے لحاظ سے ضرور کیا ہے۔ یہاں تک کہ جب سلطان صلاح الدین ایوبی رحمہ اللہ کا دور آیا اور ان کے بہنوی سلطان مظفر الدین شاہ اربل [ولادت: ۵۴۹ ھ۔ وفات: ۶۳۰ ھ] نے جب دیکھا کہ عیسائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا یوم میلاد بہت زیادہ دھوم دھام سے مناتے ہیں اور اس کے ذریعہ سے عیسائیوں کے اندر عیسائیت کے تعلق سے جنون کی حد تک جذبہ بیدار کر رہے ہیں جس کا نتیجہ یہ دیکھنے کو مل رہا ہے کہ عیسائی دنیا پوری طاقت سے مسلمانوں پر حاوی ہونا چاہتی ہے تو سلطان مظفر الدین نے اربل میں اس سے بھی زیادہ تزک واحتشام اور شان وشوکت کے ساتھ جشن عید میلاد النبی ﷺ منانا شروع کیا اور مسلمانوں کے اندر پیارے نبی ﷺ کی محبت وجاں نثاری کا جذبہ بڑھانے کا سامان فراہم کیا۔ اس وقت سے آج تک پوری دنیا کے مسلمان، پورا عالم اسلام یوم میلاد النبی ﷺ کے موقع پر نہایت ہی شان وشوکت کے ساتھ جشن عید میلاد النبی ﷺ مناتے آرہے ہیں۔ اس کا انکار کرنے والا، اس پر ناک بھوں چڑھانے والا، کلمہ گو مسلمانوں کا ایک چھوٹا سا گروہ ہے جو سلف صالحین کے طریقے سے الگ رہنے کے باوجود خود کو سلفی اور حدیث کو ضعیف ضعیف کہہ کر رد کرنے کے باوجود اپنے آپ کو اہل حدیث کہتا ہے۔ پوری دنیا میں ان کی تعداد آٹے میں نمک کے برابر ہے۔ یہ لوگ میلاد النبی ﷺ کا جشن منانے کو بدعت وناجائز کہہ کر مسلمانوں کو اس سے روکنے کی کوشش کرتے ہیں۔

یہاں پر یہ نکتہ بھی قابل غور ہے کہ جب مسلمانوں کا قبلہ اول بیت المقدس مسلمانوں کے قبضے میں آیا تھا تو قبضہ میں لانے والے عید میلاد النبی ﷺ منانے والے تھے۔ سلطان صلاح الدین ایوبی میلاد النبی والے تھے اور جب بغداد میں سلطنت عثمانیہ کا خاتمہ ہوا اور عرب میں وہابی سعودی حکومت آئی تو انھوں سے انگریزوں سے سودے بازی کر کے بیت المقدس کو ان کے ہاتھ بیچ دیا۔ اس سے آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ جشن عید میلاد النبی ﷺ کو بدعت وحرام کہنے والوں کی حقیقت کیا ہے؟

حاصلِ گفتگو یہ ہے کہ جس نئی چیز کی اصل کتاب اللہ یا حدیث رسول اللہ میں ہے اُس کا کرنا دین میں نئی چیز ایجاد کرنا نہیں۔ کیوں کہ جب اس کی اصل دین میں موجود ہے تو دین میں وہ چیز نئی نہیں ہے۔ لہٰذا اس پر احداث (ایجاد) کا اطلاق درست نہیں ہے۔ حدیث میں دوسری بات ہے ما لیس منہ۔ یعنی بدعت وہ چیز ہے جو دین سے نہ ہو یعنی دین سے ماخوذ نہ ہو، اس کو کرنے والے نے اپنی جانب سے اپنی طبیعت سے ایجاد کیا ہو۔ عید میلاد النبی میں جو جائز امور انجام دے جاتے ہیں اُن میں کون سا ایسا امر ہے جو اصول شرعیہ سے ماخوذ نہیں ہے؟ کون سا فعل جس کو علمائے اہل سنت جائز کہتے ہیں ایسا ہے جس کی اصل شریعت کے چاروں دلائل میں سے کسی ایک دلیل سے ماخوذ نہیں ہے؟ ذرا معترض موصوف بتائیں تو ہم بھی دیکھیں۔

الغرض۔ معترض موصوف نے جس بنیاد پر عید میلاد النبی ﷺ کو بدعت ٹھہرایا ہے وہ ہوائی ہے۔ زمینی حقیقت سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔ عید میلاد النبی کی اصل کتاب اللہ اور حدیث رسول اللہ میں موجود ہے۔ عید میلاد میں جشن اور خوشی منائی جاتی ہے اور کتاب اللہ میں اللہ کی نعمت پر خوشی اور جشن منانے کی اجازت دی گئی ہے بلکہ اللہ کی عظیم نعمت قرآن وصاحب قرآن، اسلام وپیغمبر اسلام کی آمد پر خوش ہونے کو تمام جمع شدہ پونجی مال دولت، صدقات واعمال صالحہ سے بہتر کہا گیا ہے۔ وہ مسلمان ہی کیا جو آمد رسول کو نعمت سمجھ کر دل میں خوشی کا جذبہ نہ پائے بلکہ خوش ہونے والوں پر ناک بھوں چڑھائے اور یوم میلاد النبی آنے پر ہائے وائے مچانے لگے۔ اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو ہدایت دے۔

عید میلاد پر صدقات کیے جاتے ہیں، لوگوں کو کھانا کھلایا جاتا ہے۔ مجالس ذکر منعقد ہوتی ہیں۔ مجمع کے ساتھ صلاۃ وسلام پڑھا جاتا ہے۔ ان میں سے کون سی چیز ایسی ہے جس کی اصل دین میں نہیں ہے۔ اللہ کے پیارے نبی ﷺ نے اپنے یوم میلاد کو یادگار کے طور پر منایا ہے۔ پیر کے روز روزہ رکھ کر اپنا میلاد منایا ہے۔ احادیث سے ثابت ہے آپ نے اپنا میلاد خود بیان فرمایا ہے بلکہ قرآن میں اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کا میلاد بیان فرمایا ہے۔ قرآن

وحدیث میں لوگوں کو کھانا کھلانے کی فضیلت کا ذکر ہے۔مجالس وعظ خود حضور نے اور صحابہ نے منعقد کی ہیں۔یہ تمام افعال اوراس طرح کے جائزامور جو عیدمیلا دمیں کئے جاتے ہیں وہ سب دین کے اصول سے ماخوذ ہیں لہذا انہیں " مَـالَيْـسَ مِنَ الْاَمْرِ" میں شمار کرکے بدعت کے خانے میں ڈالنا یا تو جہالت ہے یا دین میں بے جاجرأت۔

اخیر میں ہم امام مناوی رحمہ اللہ کے ارشاد کو پیش کر کے بدعت کے تعلق سے اپنی بات پوری کرتے ہیں:

امام مناوی فرماتے ہیں:

(مَنْ أَحْدَثَ)أَیْ اَنْشَأَ وَاخْتَرَعَ وَأَتَى بِأَمْرٍ حَدِيْثٍ مِنْ قِبَلِ نَفْسِهٖ (فِی أَمْرِنَا) شَأْنِنَا أَیْ دِيْنِ الاِسْلَامِ (هٰذَا) اِشَارَةٌ اِلٰی جَلَالَتِهٖ وَمَزِيْدِ رِفْعَتِهٖ (مَا لَيْسَ مِنْهُ) أَیْ رَأْيًا لَيْسَ لَهُ فِی الْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ عَاضِدٌ (فَهُوَ رَدٌّ) أَیْ مَرْدُوْدٌ عَلٰی فَاعِلِهٖ لِبُطْلَانِهٖ.

ترجمہ:

"مَنْ اَحْدَثَ فِی اَمْرِنَا" کا معنیٰ یہ ہے کہ جس نے عظیم دین اسلام میں اپنی طرف سے کسی حکم کا اختراع کیا جو دین سے نہیں،یعنی ایسی رائے ایجاد کی جس کو کتاب وسنت سے تائید حاصل نہیں تو اس کو کرنے والے پر پھینک دیا جائے گا،کیوں وہ باطل ہے۔[التیسیر بشرح الجامع الصغیر:۳۸۹/۲]

اگر وہابی معترض عید میلا دالنبی ﷺ کو بدعت کہتے ہیں تو انہیں یہ ثابت کرنا ہوگا کہ عید میلا دالنبی ﷺ منانے کی کوئی اصل کتاب اللہ،حدیث رسول اور عمل صحابہ میں موجود نہیں۔صرف یہ کہنا کافی نہیں ہے کہ آج کی طرح جشن عید میلا دالنبی ﷺ نہ اللہ کے نبی نے منایا ہے اور نہ صحابہ کرام نے منایا ہے۔کیوں کہ بدعت وہ نہیں جس کو اللہ کے نبی ﷺ اور صحابہ رضی اللہ عنھم نے نہیں کیا ہے،بلکہ بدعت وہ ہے جو چار شرعی دلیلوں میں سے کسی دلیل سے ثابت نہ ہو بلکہ اس کے خلاف ہو۔کسی وہابی عالم کے لیے یہ ثابت کرنا ممکن نہیں کہ عید میلا دمنانے کی کوئی اصل شریعت میں موجود نہیں ہے۔